لگوں گے۔ ۱

اس کی مزید تفصیل ایک دوسری روایت میں اس طرح منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے
رت حذیفہؓ بن یمان کو خط لکھا جو کوفہ میں تھے اور جنہوں نے ایک کتابی عورت سے
ح کیا تھا کہ تم اسے چھوڑ دو۔ یعنی طلاق دے دو۔ کیونکہ تم مجوسیوں کے ملک میں رہتے ہو
اس بنا پر مجھے خوف ہے کہ ناواقف لوگ کہنے لگیں گے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
یک ساتھی نے ایک کافر عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ اور اس بنا پر اللہ کی عطا کردہ
ست کو (پوری طرح) حلال تصور کرتے ہوئے مجوسی عورتوں سے بیاہ کرنے لگیں گے۔
پر حضرت حذیفہؓ نے اس عورت سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ ۲

یہ حضرت عمرؓ کی ایک مومنانہ فراست اور دور اندیشی تھی کہ آپ ہر چیز کے عواقب
ائج پر نظر رکھتے ہوئے صحیح فیصلے کیا کرتے تھے۔

اس موقع پر عقلی اعتبار سے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک مسلمان مرد کو ایک
عورت سے نکاح کرنے کی اجازت کیوں ہے مگر اس کے برعکس ایک غیر مسلم کو کسی
ن عورت سے نکاح کرنے کی اجازت کیوں نہیں ہے؟ تو اس کا جواب حضرت ابن عباسؓ
بانی سنئے۔ چنانچہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں!

ان الله عزّ وجل بعث محمداً صلى الله عليه وسلم بالحق ليظهره على الدين
فدیننا خیر الادیان، وملتنا فوق الملل، ورجالنا فوق نسائهم، ولا یکون
هم فوق نسائنا!

اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اسے تمام دینوں
ب کر دے۔ لہٰذا ہمارا دین سب سے بہتر دین ہے۔ ہماری ملت دوسری ملتوں سے
ہے۔ اور ہمارے مرد دیگر مذاہب کی عورتوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ مگر دوسرے

مصنف عبدالرزاق، السنن الکبریٰ، منقول از کنز: ۱۶/۵۴۷-۵۴۸

مصنف عبدالرزاق، کنز ۱۶/۵۴۸

ابھی تک مرد ہماری عورتوں پر فوقیت نہیں رکھتے۔ [1]

حاصل یہ کہ ایک مسلمان مرد کے لئے ایک کتابی عورت (عیسائی یا یہودی) سے نکاح کرنے کی اگرچہ شرعاً اجازت ضرور ہے، مگر یہ چیز ضرورت ہی کے تحت ہونی چاہیئے کیونکہ اس کی وجہ سے فتنوں میں پڑنے کا امکان زیادہ رہتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو سکے اس سلسلے میں احتیاط ضروری ہے۔ [2]

امام سرخسیؒ نے بھی اس بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کراہت کا تذکرہ کیا ہے۔ اگر یہ بات اصلاً جائز ہے۔ [3]

غرض حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تصریح کے مطابق اہل علم کے نزدیک مشرک یا مجوسی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ کتابی عورت سے نکاح جائز ہے [4] امام ابن تیمیہؒ نے تحریر کیا ہے کہ یہ جمہور سلف و خلف اور ائمہ اربعہ کا مسلک ہے [5]

ختم شد

---

[1] السنن الکبریٰ بیہقی: ۷/۱۷۲۔

[2] خلاصہ از ہدایہ مع فتح القدیر: ۳/۱۳۵۔

[3] المبسوط: ۵/۵۰۔

[4] دیکھئے المسوّیٰ شرح الموطا ۲/۱۰۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

[5] فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۲/۱۷۸، مطبوعہ ریاض۔

العلم والعلماء

امام حدیث علامہ ابن عبد البر کی شہرۂ آفاق کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" کا نہایت صاف و شگفتہ ترجمہ علم و فضیلت علم، اہل علم کی فضیلت اور ان کی ذمہ داریوں کی تفصیل پر خالص محدثانہ نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے مترجم مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی۔ صفحات [illegible] بڑی تقطیع [illegible]

قیمت ۳۵ روپے مجلد ۵۵ روپے

یادگارِ سلف حضرت امیرِ شریعتؒ

محمد سعید الرحمن شمس، مدیر نصرۃ الاسلام، کشمیر

علم وعمل، زہد وتقویٰ، استغناء وخودداری، شریعت وطریقت، شرافت ونجابت کا ایک اور روشن چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہوا۔ یادگار سلف حضرت اقدس امیر شریعت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ بھی ملت اسلامیہ کو روتا بلکتا اور سوگوار چھوڑ گئے۔ امیر شریعت کا سانحہ ارتحال موجودہ ملکی اور ملی مسائل و معاملات کے پس منظر میں انتہائی ناقابل تلافی اور زبردست علمی اور دینی نقصان ہے، امیر شریعت کے اچانک انتقال سے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر رنج وغم کی ہمہ گیر لہر دوڑ گئی آپ کے انتقال پرملال کا صدمہ نہ صرف ملک، برصغیر ہند و پاک بلکہ عالم اسلام میں قومی وملی نقصان کے طور پر محسوس کیا گیا ہے

کم مات قوم وما ماتت مکارمھم　　وعاش قوم فی الناس اموات

(یعنی کتنی قومیں مرگئیں مگر وہ اپنے مکارم اخلاق اور اعلیٰ کارنامے انجام دینے کیوجہ سے زندہ ہیں اور بہت سی قومیں زندہ ہیں لیکن اس کے باوجود وہ مردوں کی مانند ہیں)۔

حضرت امیر شریعت کا سانحۂ وفات صرف ایک فرد اور شخصیت کی وفات نہیں ہے بلکہ ان روایات اور قدروں کا اٹھ جانا ہے جو فی الحقیقت انسانیت اور شرافت کے معیار ہیں۔ جو خلق ومروت کی کسوٹی اور بزرگی حلم اور تواضع کی نشانی ہے، امیر شریعتؒ کے انتقال سے ایک عہد کی تکمیل ہوگئی اور ایک دور کا خاتمہ ہوگیا۔

حضرت امیر شریعتؒ اپنے معاصر علماء صلحاء اور بزرگوں کی صف میں ایک ممتاز منفرد اور اثر انگیز بھاری بھرکم شخصیت کے مالک تھے، ایک عظیم اسلامی مفکر، دانشور اور مذہبی قائد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بیک وقت حضرت امیر شریعتؒ میں وہ تمام جواہر، خصائص اور کمالات

کوٹ کوٹ کر بھر دیئے تھے جو نہ صرف ہم عصر علماء میں باعث امتیاز تھیں بلکہ وجہ افتخار بھی دین اسلام کی سربلندی، دعوت و ارشاد، اسلامی اقدار کے تحفظ اور شریعت اسلامی کے دفاع کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ اہم اور تاریخی نوعیت کے کام لئے جو یقیناً آپ کا ہی حصہ تھا، سچ ہے ؎ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

جلیل القدر شخصیت

حضرت امیر شریعت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی مرحوم ان برگزیدہ اور جلیل القدر شخصیتوں میں سے ایک تھے جن کے وجود کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی بنایا تھا بلاشبہ امیر شریعت مرحوم برصغیر کے وہ ممتاز، جری اور بے باک مذہبی اور سیاسی رہنما تھے جن کے کارہائے نمایاں اور عظیم الشان دینی، علمی، تبلیغی، دعوتی، اصلاحی، ملی، سماجی اور سیاسی خدمات ملت اسلامیہ کے لئے باعث صد افتخار ہیں۔ امیر شریعتؒ کی پوری زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی، ان کی حیات کا ایک ایک لمحہ ان کے اسلامی افکار و کرامات، انکی تعلیمات اور ان کا پیغام، قوم و ملت اور مادر وطن کی مختلف جہات سے ان کی بے لوث مخلصانہ بلند پایہ متنوع خدمات اور ملت اسلامیہ میں عمومی طور سے ان کی روح پرور اثرات ہماری دینی اور ملی تاریخ کے اہم اجزاء ہیں۔

اسلاف و اکابر کا نمونہ

حضرت امیر شریعتؒ کا اپنے معرکۃ الآراء اکابر و اسلاف سرخیل علمائے دیوبند خاص طور پر قطب زماں حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ اور اپنے نامور والد قطب ارشاد حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے طرز اور منہاج پر اپنا دعوتی، تبلیغی اور اصلاحی مشن کو مستحکم کر کے مزید آگے بڑھانے، موثر اور دلنشیں انداز بیان سے عوام الناس کو دین اسلام کا والہ و شیدائی بنانے، شریعت الٰہی اور طریقت اسلامی سے انہیں مربوط کرنے، ان کے عقائد و اعمال کی تطہیر، تصحیح اور اصلاح کرنے میں قابل قدر اور نمایاں ترین حصہ رہا ہے۔ امیر شریعتؒ نے اپنے عظیم منصب کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے یہ بنیادی فلسفہ اور نکتہ لوگوں کے ذہن نشین کرایا کہ۔

"مذہب زندگی کا جز نہیں بلکہ تمام انسانی زندگی پر حاوی، میطا اور اس کی روح اور اصل الاصول ہے اس کی قدرت محرکہ فہم و شعور ذکر و فکر ہے صحیح اور غلط میں امتیاز کرنے والی کسوٹی ہے صراطِ مستقیم اور ہدایت کے راستہ کی طرف رہنمائی کرنے والا قطب نما ہے اور مذہب زندگی کا ضمیمہ نہیں بلکہ اس کا راز ہے"

یقیناً دین اسلام ایک خاص طرز فکر، ایک خاص منہاج، ایک خاص نقطۂ فکر، ایک خاص طرز عمل اور ایک خاص ذہن و فکر اور ایک زندگی کا نام ہے جو مہد سے لیکر لحد تک اور بازار سے لیکر میدان کارزار تک، عبادات، معاملات، اخلاقیات، اجتماعیات، معاشیات، اقتصادیات، سماجیات، داخلیات اور سیاسیات کے علاوہ بین الاقوامی نوعیت کے تقاضا تک بڑے بڑے مسائل کا فکری حل اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسلام میں دینی اور دنیوی زندگی کو ایک دوسرے سے الگ کرنا ناممکن اور محال ہے۔ اسلام کی نظر میں دنیا اور آخرت دونوں ہی مسلسل زندگی کے دو گوشے ہیں اور دائرے ہیں۔ پہلا دائرہ سعی اور عمل کا ہے جبکہ دوسرا نتائج و اثرات کا۔ حضرت امیر شریعتؒ دین و دنیا کا یہی حسین امتزاج پوری زندگی اپنے کردار و گفتار اور قول و عمل سے پیش کرتے رہے۔

جامع صفات شخصیت

کہا جاتا ہے کہ علامہ شبلی نعمانیؒ کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت نو صفات سے نوازا تھا۔ شبلی مرحوم مقرر بھی تھے اور محقق بھی، معلم بھی تھے اور مورخ بھی، ادیب بھی تھے اور دانشور بھی، شاعر بھی تھے اور مفکر بھی۔ اسی طرح امیر شریعتؒ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ڈھیر ساری خوبیوں اور صفات عالیہ سے نوازا تھا۔ آپ وسیع النظر عالم بھی اور عامل بھی، عابد شب زندہ دار بھی تھے اور زاہد عن الدنیا بھی، مرشد کامل بھی تھے اور داعی حق بھی، شعلہ بیان خطیب بھی تھے اور سحر طراز ادیب بھی، مجاہد بھی تھے اور قائد بھی۔

دنیوی زندگی میں انسان جن خصائص اور اوصاف سے اپنے معاصرین میں امتیاز اور نام پیدا کرتا ہے ان میں جہاں آدمی کی اپنی خداداد صلاحیتوں اور قابلیتوں کا دخل

ہوتا ہے وہاں کچھ روایات بھی فرد کو ابھارنے اور شرف دوام بخشنے کا سبب بنتے ہیں خاندان، تعلیم و تربیت، ذہانت و فطانت قابلیت و صلاحیت، عبادات و ریاضت جرأت و بے باکی، زہد و تقویٰ، ایثار و قربانی، اخلاص وللٰہیت، ہمدردی و غمخواری، عہدہ و منصب ایسی چیزیں ہیں جن سے آدمی عزت و شہرت کی بلندیوں کو چھونے لگتا ہے الحمدللہ یہ تمام خوبیاں حضرت امیر شریعتؒ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

امیر شریعت کو اللہ تعالیٰ نے حق گوئی، حق شناسی اور جرأت و ہمت سے بھی حصۂ وافر عطا فرمایا تھا اور سچی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آداب سکھانے پر آتا ہے تو اسے جملہ آداب و محاسن کا نمونہ بھی بنا دیتا ہے بقول شاعر مشرقؒ ؎

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

حضرت امیر شریعتؒ نے تحفظ شریعت اور اسلامی قوانین کے دفاع کے کسی بھی نازک سے نازک مرحلہ پر کسی قسم کی کوئی کمزوری یا بزدلی نہیں دکھائی۔

امیر شریعتؒ میں اسلامی قیادت کی پوری پوری شان پائی جاتی تھی اور وہ جو اقبالؔ مرحوم نے کہا ہے کہ ؎

نگہ بلند سخن دل نواز، جاں پرسوز — یہی ہے رخت سفر میر کارواں کیلئے

ہو بہو یہ شعر امیر کارواں حضرت امیر شریعتؒ پر صادق آتا تھا۔

حضرت امیر شریعتؒ کا نام بچپن سے ہی کانوں میں پڑا تھا دراصل امیر شریعتؒ سے بیعت و استرشاد اور پیری و مریدی کا سلسلہ میرے خاندان سے روز اول سے تھا۔ بنگال و بہار کی اکثر مسلم آبادی کم و بیش حضرت امیر شریعتؒ سے عقیدت و ارادت رکھتی تھی۔ میرے والد مرحوم اپنے علاقہ کے رئیس اور متمول آدمی تھے۔ آبا مرحوم کے علاوہ خاندان کے دیگر افراد اور لوگوں نے حضرت امیر شریعتؒ کے شباب اور جوانی کا دور دیکھا تھا اور ان کی بزرگانہ اور علمی شخصیت سے بقدر فیض اپنانے کی کوششیں کی تھیں۔ علاقہ بھر کے مرکزی مدارس اور اہم مساجد میں ہر سال حضرت امیر شریعتؒ کی زیر صدارت سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

جلسے جلوس ہوتے جس میں ملک وملت کے معروف علماء اور خطیب حضرات خطاب کرتے ان کے بہانے پورے علاقہ میں کبھی ہفتوں اور کبھی مہینوں امیر شریعتؒ کا مضافات اور دیہی علاقوں میں تفصیلی دورے ہوتے، دعوتی مجالس کا اہتمام ہوتا اور بھاری تعداد میں عام دیہاتی اور سیدھے سادے مسلمانوں کے علاوہ مقامی علماء وحفاظ وغیرہ حضرت امیر شریعتؒ کے ہاتھوں پر بیعت کرتے۔

حضرت امیر شریعتؒ کی آمد کی خبر جونہی علاقہ میں مشتہر ہوتی تو عام لوگوں، علماء دانشوروں اور ذمہ دار افراد کی خوشی اور مسرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی، حضرت امیر شریعتؒ کی ایک جھلک دیکھنے ان سے مصافحہ کرنے اور دعائیں لینے کے لئے خلق خدا کا ایک ہجوم ہر جگہ اور ہر وقت جمع ہو جاتا اور حضرت امیر شریعتؒ بھی ہر مخلص مسلمان سے اس کے مرتبہ اور مقام کے مطابق معاملہ فرماتے۔

امر بالمعروف نہی عن المنکر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے الٰہی حکم کی تعمیل موقع اور محل کے لحاظ سے بات کرنا، اور اس سلسلہ میں کسی چھوٹے بڑے فرد وشخصیت کا پاس ولحاظ نہ رکھنا، احقاق حق اور ابطال باطل امیر شریعتؒ کی زندگی کا ایک طرۂ امتیاز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے امیر شریعتؒ کو جو غیر معمولی دینی بصیرت، فقہی صلاحیت عبقریت اور بلند نگاہی عطا کی تھی اس کا اعتراف مخالف وموافق ہستیوں نے کیا ہے۔

امیر شریعت سے ربط وتعلق

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد ہے کہ راقم آثم کا نام حضرت امیر شریعتؒ کا تجویز کردہ تھا بچپن سے ہی اگرچہ امیر شریعتؒ کی خصوصی توجہ رہی۔ لیکن اپنی حرماں نصیبی اور کم ظرفی کہ جو زمانہ سیکھنے اور سمجھنے کا تھا ضائع کیا اور اب اس کی تلافی کی کوئی صورت نہیں۔

امیر شریعتؒ کو ہوش وخرد سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے قریب سے اپنے علاقہ کا معروف مرکزی درسگاہ مدرسہ احمدیہ کاشن باڑی کے عظیم الشان سالانہ جلسہ دستار بندی کی مبارک تقریب میں دیکھا اس وقت میری عمر بمشکل ۱۳ ار چودہ سال تھی، اپنے گھر کے مدرسہ

امیر الاسلام گوڈی میں استاذ و مربی حضرت مولانا محمد ذاکر حسین صاحب مدظلہ دربھنگوی کی نگرانی میں زیر تعلیم تھا۔ اسی عمر میں نعت خوانی اور شعر و شاعری سے خاص دلچسپی ہو چلی تھی اور الحمد اللہ آواز بھی موزوں اور مناسب تھی مدرسہ احمدیہ کاشی باڑی کے جلسۂ عام میں صدر مدرسین استاذ الاساتذہ حضرت اقدس مولانا محمد عزیز الرحمن صاحب (خلیفہ الحاج شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد المدنی قدس سرہ) نے حضرت امیر شریعت مولانا سید اسعد مدنی، مولانا محمد تسلیم القاسمی (ناظم جامعہ رحمانی مونگیر) اور دیگر مدعو علماء کی شان میں ایک زوردار استقبالیہ نظم کہی تھی، حضرت کی استقبالیہ نظم ہزاروں کے مجمع میں ترنم کے ساتھ پڑھنے کا موقع ملا۔ سامعین اور حاضرین سے تو داد ملی ہی، حضرت امیر شریعت اور اسٹیج پر ذمہ دار علماء نے بھی خاص حوصلہ افزائی فرمائی۔ ذہن کے حافظہ میں ابتدائی بعض اشعار محفوظ ہیں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ہے مژدہ حضرت ملت یہاں تشریف لائے ہیں
شریعت کے امیر کارواں تشریف لاتے ہیں
حسینی علم کے حامل دعا سجاد کے دل کی
علیؓ کے لال، فخر خانداں تشریف لائے ہیں
زباں سے کوثر و تسنیم کے چشمے ابلتے ہیں
طریق حق دکھاتے ہیں جہاں تشریف لائے ہیں
خلف نازاں ہے جنکے عزم و ہمت سرفروشی پر
سنانے کو سلف کی داستاں تشریف لائے ہیں

۱۹۷۰ء کے اواخر میں جبکہ راقم مدرسہ امیر الاسلام گوڈی سے مدرسہ احمدیہ کاشی باڑی برائے تعلیم آچکا تھا علاقہ کے ایک اور قدیم درسگاہ مدرسہ فیض عام ہریانو کا سالانہ اجلاس تھا۔ اور اس کا پس منظر بھی یہ تھا کہ بنگال کے بعض علاقوں میں رضاخانی علماء اگر سیدھے سادھے عوام کو ورغلاتے ان کے عقائد بگاڑتے اور خود ساختہ عقائد اور باطل افکار و نظریات عام لوگوں میں پھیلا کر پرامن فضاء کو بگاڑنے لگے تھے۔ مدرسہ ہریانو کے ارباب انتظام

خاص طور سے حضرت مولانا محسن صاحب مرحوم اور ان کے معتقد خاص مولانا شرف الدین رحمانی نے رضاخانی علماء کے گمراہ کن عقائد اور نظریات کی تردید کے لیے حضرت امیر شریعتؒ کی سرپرا ہی میں خصوصی طور مناظر اسلام۔ مبلغ اعظم حضرت مولانا سید ارشاد احمد صاحبؒ رحمن المبلغین دارالعلوم دیوبند کو مدعو کیا گیا تھا۔ اسی دوران اس علاقے میں رضاخانی علماء کے وکیل مولوی رفاقت حسین صاحب کانپوری بھی موجود تھے اور انہوں نے براہ راست امیر شریعتؒ کی ذات کو ہدف بنایا تھا۔ عام جلسہ سے قبل مولوی رفاقت حسین صاحب نے امیر شریعتؒ کی خدمت میں ایک دستی مراسلہ بھیجا۔ تو حضرت امیر شریعتؒ نے اس کا تفصیلی جواب دیا جو بعد میں حضرت مولانا سید ارشاد احمد صاحبؒ نے من وعن افادۂ عام کے لئے شائع کرایا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر شریعتؒ کا وہ تاریخی مکتوب ذیل میں پیش کیا جائے۔ مکتوب گرامی کا آغاز حضرت مولانا سید ارشاد احمد صاحب قدس سرہٗ مبلغ دارالعلوم کے تمہیدی کلمات کے ساتھ یوں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"میرا کام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت و تحفظ ہے"

حضرت امیر شریعتؒ بہار و اڑیسہ کا مکتوب گرامی، بجواب

الزامات مولوی رفاقت حسین کانپوری۔

مولوی رفاقت حسین کانپوری سے مسئلہ صلوٰۃ و سلام پر مراسلات جاری تھی حضرت امیر شریعتؒ سے اس مسئلہ کا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن انہوں نے میرے بھی استفسارات سے گریز اختیار کیا اور اسی زمانہ میں حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت بہار و اڑیسہ کی خدمت میں ایک خط لکھا اور موصوف سے میری حیثیت دریافت کی۔ اور اپنے بعض مفروضہ شبہات کا حل بھی چاہے۔

حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مولوی رفاقت حسین صاحب کے جواب میں ذیل کا گرامی نامہ تحریر فرمایا جو ان کے پاس بھیج دیا گیا۔ اب عوام وخواص کے استفادہ کی غرض سے اس کی نقل شائع کی جارہی ہے۔ امید کہ مکتوب گرامی غور سے پڑھا جائے گا تاکہ فرقہ رضاخانی کے غلط

الزامات کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

مولانا سید ارشاد احمد

مبلغ دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم بندہ جناب مولوی رفاقت حسین صاحب!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط ملا میری اور آپ کی کبھی ملاقات نہیں ہے۔ غائبانہ بھی کوئی تعارف ایسا نہیں جس سے آپ کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم کرسکوں۔ میں مناظرے کا آدمی نہیں ہوں۔ میرا کام حضرت اقدس محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت اور حسب استطاعت اس کا تحفظ ہے میں ہر اس شخص کو جو "علی ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" پر ایمان رکھتا ہے مسلمان سمجھتا ہوں۔ اور قرآن مجید یا کسی حدیث متواتر میں تحریف کرنے والے یا انکار کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ الحمد للہ میں نسباً بھی آل رسول میں سے ہوں اور طریقت میں بھی مجھے کچھ حصہ سلسلہ قادریہ سے ملا ہے جو سیدنا الشیخ غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ ہے۔ حضرت موصوف ہی اس کے امام ہیں۔ میرا عقیدہ وہی ہے جو سیدنا علیؓ سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم، سیدنا زین العابدین، سیدنا باقر امام، سیدنا جعفر صادق، سیدنا کاظم موسیٰ، سیدنا رضا اور سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم کا تھا۔

میں مذہباً حنفی ہوں اور فقہ حنفی کا حتی الامکان سختی سے پابند ہوں لیکن امر شریعت ہونے کی بنا پر کسی حنفی مسئلہ پر اتنا زور دینا کہ حق اسی میں منحصر سمجھا جائے۔ مناسب نہیں سمجھتا، میں حنفی ہونے کے باوجود شافعی، مالکی، حنبلی اور اکثر وبیشتر اہل حدیث اور سلفیوں کو اہل سنت والجماعت میں داخل سمجھتا ہوں اور اپنی ہی طرح مسلمان سمجھتا ہوں۔

آپ نے تحقیق اور ثبوت کے بغیر کچھ اعلامات میری طرف منسوب کردیئے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ صلوٰۃ وسلام افضل ترین اذکار میں سے ایک ہے، جس طرح نماز، کثرت تلاوت ونوافل، ذکر نفی

واثبات اور سلطان الاذکار وغیرہ سے تزکیۂ باطن ہوتا ہے اور رضاء و قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے، اسی طرح اگر انسان منکرات سے بچتا رہے اور فرائض و واجبات، سنن موکدہ پر دوام رکھے اور صدق دل سے درود شریف کا ذکر کثرت سے کرتا رہے تو اس کو دینی فوائد حاصل ہوں گے جو کثرت نوافل، کثرت تلاوت اور سلاسل اربعہ کے اذکار و اشغال سے حاصل ہوتے ہیں ایسے لوگوں سے میں ملا ہوں جنہوں نے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پابندی کے ساتھ صرف درود شریف کو اپنا وظیفہ بنایا ہے اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے درود شریف کی رٹ لگائی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کے باطن کو جلا دی ہے اور اپنے قرب سے نوازا ہے۔

حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب العالمین ہیں۔ ہر چیز جو خوب مرغوب ہو وہ محبوب و مطلوب کر دی جاتی ہے۔ بنا بریں حق سبحانہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتے ہیں "انک لعلیٰ خلق عظیم" نیز فرمایا "انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم" ایک جگہ فرماتا ہے "ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولاتتبعوا السبل" اس آیت میں بھی ملت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صراط مستقیم فرمایا گیا ہے اور اس کے علاوہ تمام راستوں کو داخل سبیل کر کے ان پر چلنے سے منع فرمادیا ہے "ادبنی ربی فاحسن تادیبی" میرے رب نے براہ راست میری تربیت کی ہے اور خوب تربیت کی ہے، تو بہرحال اتباع سنت ہر امتی پر لازم ہے اور یہی فلاح دارین کی ضامن ہے۔

میرا یہ بھی یقین ہے کہ نہ صرف انسان بلکہ مخلوقات عالم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا فیضان بواسطہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے پھر کیونکر ایک مومن آپ پر درود وسلام نہ پڑھے اور شاید آپ کو معلوم ہو کہ ہر مسلمان کے لئے زندگی میں کم از کم ایک دفعہ درود و سلام بھیجنا واجب ہے اور یہ عاجز جو کاہل وسست واقع ہوا ہے وہ بھی کم از کم گیارہ سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔

میرا ایمان جیسا کہ میں نے پہلے لکھا "علی صاحبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" پر ہے۔ میرا ایمان اردو یا عربی کی کتابوں پر خواہ وہ علمائے بریلی کی لکھی ہوں یا علمائے دیوبند کی نہیں ہے، اس لئے کہ یہ سب کتابیں ایسی نہیں کہ انسان اس پر ایمان لائے۔ ایمان لانے والی